فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 100 | جمعۃ المبارک 15 جمادی الثانی 1442ھ 29 جنوری 2021ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- بالمشافہ: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- بذریعہ ویب سائٹ: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- بذریعہ برقی مراسلہ: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- بذریعہ واٹس ایپ: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

بوقتِ نکاح طلاق دینے پر جرمانے کی شرط لگانا

سوال: نکاح میں اس قسم کی شرط لگانا کہ اگر طلاق دی تو پانچ لاکھ روپے دینے ہوں گے، یعنی کہ طلاق دینے پر کوئی مالیت یا کوئی ملکیت ٹرانسفر کرنی ہوگی، اس طرح کی شرط لگانا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جمہور فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک مالی جرمانہ لینا شرعاً جائز نہیں ہے، لہذا نکاح میں لڑکی کے خاندان کی طرف سے لڑکے (داماد) پر طلاق کی صورت میں پانچ لاکھ روپے یا کوئی ملکیت وغیرہ ٹرانسفر کرنے کی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں۔ اس طریقے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے اس شرط کے ساتھ نکاح کرلیا تو نکاح منعقد ہوجائے گا اور طلاق کی صورت میں یہ مال لازم نہ ہوگا۔

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يحل مال امرء مسلم إلا بطيب نفس منه». (السنن الكبرى للبيهقي، ١٠٠/٦)

(قوله لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال. وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. اهـ. ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف. قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اهـ ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال الخ (حاشية ابن عابدين، ٦١/٤)

سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں

سوال: آج کل نئے نئے فتنے برپا ہو رہے ہیں، اس وجہ سے لوگوں کی رائے یہ ہوگئی ہے کہ سود لینا تو حرام ہے، لیکن سود دینا حرام نہیں اور وہ اس پر قرآن کو حوالہ بناتے ہیں کہ قرآن میں سود لینے کے بارے میں تو منع ہے، لیکن دینے کے بارے میں منع نہیں، اور اسی طرح اس حدیث کی طرف بھی توجہ نہیں دیتے جس میں سود کھانے، کھلانے اور اس کے لکھنے والے کے بارے میں لعنت آئی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس حوالے سے میری رہنمائی فرمائیں؟ کیونکہ یہ بات میرے کچھ دوست کہتے ہیں اور وہ ان باتوں کو بنیاد بنا کر یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر گھر یا گاڑی وغیرہ خریدنی ہو تو سود دیے بغیر کام نہیں ہوگا، اس لیے ضرورت کے وقت سود پر قرض لے سکتے ہیں۔ کیا ان کی یہ بات درست ہے؟ اگر درست نہیں، تو میں اپنے دوست، احباب کو کس طریقے سے سمجھاؤں؟ اس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں لوگوں کا یہ کہنا کہ سود لینا تو حرام ہے، لیکن دینا حرام نہیں، اس لیے سودی معاملہ کیا جاسکتا ہے، یہ بات بے بنیاد اور قرآن و احادیث سے نری جہالت اور گمراہی کی علامت ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ سود کی حرمت کا منکر کافر اور جو حرام سمجھ کر اس بیماری میں مبتلا ہو وہ فاسق اور مردود الشہادۃ ہے، یعنی اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ لہذا خیر خواہی کے جذبے سے اپنے دوست احباب کو ترغیب و ترہیب کریں، اور جس طرح ممکن ہو ان کو حکمت و بصیرت کے ساتھ قرآن و حدیث کی طرف توجہ دلانے اور صحیح راہ پر لانے کی کوشش کرتے رہیے۔

سود کی حرمت قرآن و حدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والوں کے بارے میں فرمایا: اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرۃ: ٢٧٥) ترجمہ: "جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنادیا ہو، یہ ذلت آمیز عذاب اس لیے ہوگا کہ انھوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع یعنی خرید و فروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے"۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (سورۃ البقرۃ: ٢٧٦) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے"۔

نیز سود لینے اور دینے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اعلانِ جنگ ہے اور سود کو قرآنِ کریم میں اتنا بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لیے قرآن کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کیے گئے، جو سود کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے استعمال کیے

ہیں۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۲۷۸) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ (سورة البقرة: ۲۷۹) ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ“۔

اسی طرح احادیث میں سودی معاملہ کرنے والوں کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

چناں چہ ایک روایت میں ہے: عن جابر، قال: «لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه»، وقال: «هم سواء» (صحيح مسلم، ۳/۱۲۱۹) ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ لوگ گناہ میں برابر ہیں“۔ نیز اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ میں سودی معاملہ کرنے والوں کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

سودی لین دین کا عمومی حکم تو یہی ہے کہ سود لینا دینا دونوں حرام ہیں، اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا آیات اور احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے۔ البتہ اضطرار اور حد درجہ کی مجبوری کی حالت میں جبکہ ہلاکتِ نفس کا خوف ہو جس طرح بقدرِ ضرورت مردار کھا کر اپنی جان بچانے کی اجازت ہے، اسی طرح فقہاء نے اضطرار اور حد درجہ کی احتیاج اور شدید مجبوری کی صورت میں جب کہ قرض وغیرہ ملنے کی بھی امید نہ ہو بقدرِ ضرورت سودی قرض لینے کی اجازت دی ہے، ضرورت سے زیادہ لینا درست نہیں، اور یہ بات مکمل طور پر پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ سودی قرض لینے کی اجازت حد درجہ کی مجبوری اور شدید احتیاج کی صورت میں ہے، زیب وزینت اور اپنی خواہش پوری کرنے کو ضرورت اور احتیاج کا عنوان دینا سخت، دھوکہ دہی اور بے ہودہ تاویل ہے۔ لہذا سود جو بنصِ قطعی حرام ہے اضطرار اور مجبوری ہی کی حالت میں بقدرِ ضرورت اس کا استعمال جائز ہوگا، اور یہ بھی شخصی وانفرادی حالت میں کہ جو شخص اضطرار اور ضرورت میں مبتلا ہو وہ اپنی شخصی حالت کسی مفتی یا ماہر عالم کے سامنے پیش کرے اور اجازت ملنے پر بقدرِ ضرورت استعمال کرے۔ (فتاوی رحیمیہ، ۱۰/۲۲۹۔تا۔۲۳۱)

(قوله ولا آكل الربا) لأنه متأكد التحريم وشرط في الأصل الشهرة في أكل الربا وكذا أكل من اشتهر بأكل الحرام فهو فاسق مردود الشهادة. (الجوهرة النيرة، ۲/۲۳۱)

قوله (أو يأكل الربا) أي يأخذ القدر الزائد على ما يستحق لأنه من الكبائر فالمراد بالأكل الأخذ وإنما ذكره تبعا للآية الكريمة {الذين يأكلون الربا} البقرة ۲۷۵ وإنما ذكر في الآية لأنه أعظم منافع المال ولأن الربا شائع في المطعومات والمراد بالربا القدر الزائد لا الزيادة وهي المرادة في قوله تعالى {وحرم الربا} البقرة ۱۷۵ كما بيناه في بابه بحر. (حاشية ابن عابدين، ۷/۱۵۹)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة أو خاصة... أشارت المادة بقولها: الحاجة تنزل منزلة الضرورة... إلخ إلى أن الضرورة وإن كانت أشد إلا أن الحاجة عامة كانت أو خاصة تنزل أيضا منزلتها في تجويز الممنوع شرعا (شرح المجلة، ۱/۵۰)

الضرورات تبيح المحظورات، هذه قاعدة أصولية مأخوذة من النص، وهو قوله تعالى: «إلا ما اضطررتم إليه»، والاضطرار الحاجة الشديدة، والمحظور المنهي عن فعله يعني: أن الممنوع شرعًا يباح عند الضرورة... ثم هذه الرخصة ثلاثة أنواع: نوع هو مباح، كأكل مال الميتة والدم ولحم الخنزير وشرب الخمر عند المجاعة أو الغصة أو العطش أو عند الإكراه التام بقتل أو قطع عضو. فهذه الأشياء تباح عند الاضطرار؛ لقوله تعالى: «إلا ما اضطررتم إليه» أي: دعتكم شدة المجاعة إلى أكلها، والاستثناء من التحريم إباحة. (شرح المجلة، ۱/۵۵)

{إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ} البقرة:

[۱۷۳]

{فمن اضطر غير باغ ولا عاد} أي من غير بغي ولا عدوان وهو مجاوزة الحد {فلا إثم عليه} أي في أكل ذلك. {إن الله غفور رحيم} قال مجاهد: {غير باغ ولا عاد} من خرج باغيا أو عاديا أو في معصية الله فلا رخصة له وإن اضطر إليه، وقال مقاتل بن حيان: {غير باغ} يعني غير مستحله، وقال السدي: {غير باغ} يبتغي فيه شهواته، وعن ابن عباس: لا يشبع منها وعنه: {غير باغ ولا عاد} قال: {غير باغ} في الميتة، ولا عاد في أكله، وقال قتادة: {فمن اضطر غير باغ ولا عاد} قال: غير باغ في الميتة أي في أكله أن يتعدى حلالا إلى حرام هو يجد عنه مندوحة، وحكى القرطبي عن مجاهد في قوله: {فمن اضطر} أي أكره على ذلك بغير اختياره. (مختصر تفسير ابن كثير، ۱/۱۵۱)

وفي القنية والبغية، يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح (الأشباه والنظائر، ۱/۲۹۴)

قوله: يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح، وذلك نحو أن يقترض عشرة دنانير مثلا، ويجعل لربها شيئا معلوما في كل يوم ربحا. (غمز عيون البصائر، ۱/۲۹۴)

ایک انعامی اسکیم کا حکم

سوال: ایک انعامی اسکیم جاری کی گئی ہے، جس میں کار، موٹر سائیکل، سائیکل، جوسر سیٹ، جنریٹر، فرج، اور متعین رقم کی کچھ نقدی، اسی طرح ٹی وی، اے سی، فرنیچر سیٹ وغیرہ وغیرہ، یعنی چھوٹی بڑی ہر قسم کی اشیاء موجود ہیں۔ اور اس میں ہر ممبر کو انعام لازمی دیا جائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ ہر ماہ ۵۰۰ روپے جمع کروانا ہوں گے۔ نیز یہ اسکیم ۱۷ ماہ تک چلتی رہے گی، جس میں ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے نکلنے والے انعامات اسکیم میں شامل ممبروں کو دیے جائیں گے۔ جس ممبر کا ایک مرتبہ انعام نکل گیا، تو آئندہ اس سے مزید رقم نہیں لی جائے گی۔ جس کا جو نصیب ہوگا وہ اسے مل جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ درج بالا اسکیم کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ آیا یہ لاٹری اور جوئے کی صورت میں تو نہیں آتی؟ یا شرعاً اس میں کچھ جواز پایا جاتا ہے؟

جواب: سوال میں جس قسم کی انعامی اسکیم کا ذکر کیا گیا ہے اس میں شریک ہونا اور انعام حاصل کرنا جائز نہیں، کیونکہ جب رقم اس طرح داؤ پر لگائی جائے کہ یا تو یہ رقم اپنے ساتھ اضافی رقم کا انعام بھی کھینچ لائے گی، یا اس رقم سے کم کا انعام ملنے کا احتمال ہوگا، تو شریعت کی اصطلاح میں اس کو قمار "جوا" کہتے ہیں اور جوا کھیلنا اور انعام حاصل کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اسکیم چلانا یا اس کے ذریعہ انعامات حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

وصورة ذلك: أن يقول الرجل لغيره: تعال حتى نتسابق، فإن سبق فرسك، أو قال: إبلك أو قال: سهمك أعطيك كذا، وإن سبق فرسي، أو قال: إبلي، أو قال: سهمي أعطني كذا، وهذا هو القمار بعينه، وهذا لأن القمار مشتق من القمر الذي يزداد وينقص، سمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويستفيد مال صاحبه، فيزداد مال كل واحد منهما مرة وينتقص أخرى، فإذا كان المال مشروطاً من الجانبين كان قماراً، والقمار حرام، ولأن فيه تعليق تمليك المال بالخطر، وإنه لا يجوز (المحيط البرهاني، ۵/۱۵۷)

مطلب كل قرض جر نفعا حرام (قوله كل قرض جر نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر، وعن الخلاصة وفي الذخيرة وإن لم يكن النفع مشروطا في القرض، فعلى قول الكرخي لا بأس به ويأتي تمامه. (حاشية ابن عابدين، ۵/۱۶۶)

ذكر الناطفي أن القرعة ثلاث: الأولى لإثبات حق البعض وإبطال حق البعض وإنها باطلة كمن أعتق أحد عبديه بغير عينه ثم يقرع (الفتاوى الهندية، ۵/۲۱۷)

ختم شد